

مجبور کر سکیں گے۔ کہ وہ مجھے سزا یافتہ لوگوں کی تصویروں کی کتاب کھائیں۔  
پادری۔ اودہ یہ میں بخوبی کر سکتا ہوں۔ بلکہ مجھے خود بھی یہ خط ہے کہ مجرم  
کی تصویر میں شوقیہ اتار کر رکھ لیتا ہوں۔ اور وہ سب مجموعہ بھی میں آپ  
کو بخوبی بتا سکتا ہوں۔

اسٹورٹ۔ بہت اچھا بلکہ میں سوچ رہا تھا کہ آج رات ہی کو آپ کے  
ساتھ لندن چلا جاؤں۔ اور وہاں صبح ہی آپ کی معرفت پارک میں  
جاکر اور پھر آپ کے گھر آکر ان سزا یافتہ لوگوں کی تصویروں دیکھوں  
کیونکہ میرا دماغ اچھا ہے۔ جس کی ایک دقت شبیہ دیکھ لوں پھر نہیں  
بھولتا۔ اور پھر یہاں گاؤں میں واپس اپنے قدرے سڑاع کی مدد  
سے مجرموں کو تلاشی کروں۔

پادری جوزف نیڈیل کو اسٹورٹ سے اس قدر انس ہو گیا کہ  
اُس نے بجائے انکار کے فوراً ہی مان لیا۔ اور آخر یہ فیصلہ ہوا کہ رات  
کو دونوں شخص اکٹھے لندن کو سفر کریں۔ چونکہ گر جاریلوے اسٹیشن  
کے راستہ میں تھا۔ اس لئے پادری نے اسٹورٹ سے کہا کہ آپ  
کھانا کھا کر یہیں تشریف لے آویں۔ میں نے ایک گھوڑے والی  
تسکر (مید چوپہ گاڑی) منگالون گا۔ یہاں سے ہم دونوں تقریباً  
پونے نو بجے روانہ ہو جاویں گے۔ تاکہ ریلوے اسٹیشن پر وقت پر  
پہنچیں۔ اس کے بعد پادری اسٹورٹ کو دروازہ تک چھوڑنے آیا۔  
جورجسٹ ہی پر سوار ہوا کہ اسے کچھ خیال آگیا۔ اور وہ پھر کمریوں

اسٹورٹ۔ ایک معمولی سا سراغ جسے شاید ہی سراغ کہا جاسکے مجھے نیک معلوم ہوا ہے۔ اور افسوس ہے کہ میں آپ کو ابھی نہیں بتا سکتا۔ مگر یہ میں آپ کو ضرور کھولنگا کہ کچھ مدت سے اس علاقہ میں بہت سے پردیسی اجنبی شخص آئے ہوئے ہیں۔ جن کا حال کسی کو معلوم نہیں۔ کہ وہ لوگ کون ہیں؟“

پادری (نے حیرانی سے اپنا ہاتھ اٹھا کر کہا) او پیارے اسٹورٹ ایک فرانسیسی نواب جس کے ہاں مجھے آج دن کا کھانا کھانے کا فخر حاصل ہوا ہے۔ میں تمام کیبنے اور شہرے لوگوں کو دیکھ کر سخت حیران ہوا کہ نواب کے یہاں ایسے بیوقوفوں کا کیا کام۔ جبکہ ہم صرف دو شخص کھانا کھائے والے تھے۔ اور وہاں تقریباً چھ سے زیادہ نوکر کھلانے کھڑے تھے جو شاید میرے جیل خانہ کے موکل نہ تھے۔

اسٹورٹ۔ خوب تو آپ کو نواب ڈی۔ گورن نے دوپہر کے کھانا کھانے کو قلعہ بلایا تھا۔ تب تو یہ باتیں میرے خیال کو صحیح کرتی جاتی ہیں۔ پادری۔ تو کیا آپ اپنے خیال میں کامیاب ہو گئے؟“

اسٹورٹ۔ نہیں۔ لیکن ہاں علاوہ ان آدمیوں کے جو آپ نے قلعہ میں دیکھے کئی خزانہ گرگ اور بھی ہوں گے وہ آپ کے سامنے آئے اور نہ آپ انہیں دیکھ سکے۔ دیگر مجھے وہ اپنا ارادہ بھی یاد آ گیا ہے کہ بحیثیت قید خانہ کے پادری کے آپ اسکاٹ لینڈ یا ڈیڈ ریہ نہ ان کے محلہ سراغ رسائی کے صدر دفتر کا نام ہے) کے حکاموں کو مجبور

بدحواسی کی حالت میں اپنے لئے اچھا سمجھا ہو۔ اس لئے بہتر ہے کہ میں اس کے پاس ایک دفعہ پھر جاؤں اور یہ خیال کرتے ہی یہ پادری سے رخصت ہو بجائے باست ہال کے جانے کے یہ سیدھا گھاؤں کی طرف چلا۔ جہاں ایک عمدہ مگر بڑا لٹے جھوپڑے میں پادری لانگڈن رہتا تھا۔ مغموم جوان پادری ابھی میت سے واپس آکر بیٹھا ہی تھا کہ اسٹورٹ جا پہنچا۔ جس کو اس نے بکال محبت و اشتیاق اپنے نزدیک کرسی پر جگہ دی۔ اور اسٹورٹ کو جو بڑا قیافہ شناس تھا۔ پھر اپنے خیال میں ناکا مانی۔

پادری لانگڈن۔ آخر میں نے آپ صاحبان کی صلاح مان لی۔ اور بڑے پادری کی جگہ قبول کر لی۔ پشپ پادری (صوبے کا بڑا پادری) کا ابھی خط آیا ہے۔ کہ انہیں بھی میرے اس تقرر پر کوئی اعتراض نہیں۔ بلکہ نہایت خوشی ہے۔ جسے اب میں بہر صورت نبھاؤں گا۔ مگر مجھے تیسرا اعتبار ہے۔ کہ تم مجھے اس بلا سے نجات دلاؤ گے۔ کیونکہ یہ بڑا سخت عیب ہے کہ نیا بڑا پادری قتل کے شبہ میں مبتلا ہو۔

اسٹورٹ۔ مجھے یہ سن کر از حد خوشی ہوئی کہ آپ نے ہمارا کہنا مان لیا۔ اور یہ جگہ قبول کر لی۔ میں آپ کی ہر طرح مدد کرنے کو تیار ہوں۔ بشرطیکہ آپ مجھے سچ ایمانہ بتلا دیں کہ کیا اس اندرونی کمرہ کی چھٹی آپ نے پھڑپھڑائی تھی؟

لانگڈن نے تعجب اور حیران چہرہ ہی لئے اس کا جواب دیا۔

کہنے لگا جناب من میں اپنی باتوں میں یہ بھول ہی گیا کہ آپ کو وہ دُوسرا  
ناک خبر سناؤں کہ یہاں کے بعض کمخت لوگوں نے بیچارے لانگڈن  
ٹریننگم کو قاتل ٹھہرایا ہے۔ جبکہ میں خود اس بات کے خلاف ہوں۔  
پادری (غلین لہجہ میں) اگر شہادتوں پر جائیں تو یہ صاف ظاہر ہے کہ  
وہی بیچارے نیڈیل کے ساتھ اندرونی کمرہ میں مقیم یہاں سے اُسے  
پھر کسی نے نکلتے نہ دیکھا۔

اسٹورٹ بہہ سب سچ ہے۔ لیکن ذرا خیال کیجئے اگر لانگڈن نے  
ہی نے یہ فعل کیا ہوتا تو کیا اُسے یہ خبر نہ تھی کہ اس حالت میں شبہ  
اُس پر ہی ہوگا۔ علاوہ اسکے یہ وہ ضرور کرتا کہ احاطہ میں گھلنے والے  
دروازہ کی چٹنی ضرور کھول دیتا۔ نہ دیکھنے والے کو معلوم ہوتا کہ قاتل  
ادھر سے بھاگ گیا ہے۔

پادری (سوچتے ہوئے بیشک درست ہے وہ دروازہ کی چٹنی ہی  
تو سب فساد برپا کر رہی ہے۔ اور یہ نواب ڈی گورن۔ لانگڈن ٹریننگم  
کے بالکل برخلاف معلوم ہوتا ہے۔ پر خیر میں نے بھی اُس پر اپنا  
خیال ظاہر کر دیا۔ اور وہ چپکا ہو کر چلا گیا۔

اسٹورٹ (دل میں خیال کرتے ہوئے) تو یہ حضرت نواب ہی ہیں  
جو بیچارے لانگڈن کے پیچھے پرٹے ہوئے ہیں۔ اور ہاں کہیں ایسا نہ  
ہو کہ جرم تو کوئی دوسرا کر گیا ہو اور جب لانگڈن نے یہ واقعہ دیکھا  
ہو تو سراپائی میں دروازہ کی چٹنی لگا دی ہو۔ جس کو اُس نے اُس وقت

آپ کے بیگناہ گرفتار ہو جائیگا اندیشہ ہے خدا بخواتیہ اگر ایسا ہو بھی جائے تو آپ گھبراہٹ کا نہیں۔ بلکہ ایک وکیل کیجئے گا۔ اور اس سے کہئے گا کہ ایک ہوشیار سراسر غرور ساں کو تلاش کر کے اسے ہدایت کر دیں کہ وہ اس گاؤں میں ڈھونڈے کہ وہ کون شخص ہے۔ جو سید کے بیٹوں والی واسکٹ پہنتا ہے یا کبھی پہنی تھی۔

لانگڈن۔ ایسا ہی کروں گا۔ لیکن اگر وہ شخص مل بھی گیا تو کیا فائدہ ہوگا جبکہ اس عقدہ کا حل کرنا ہوا ہی کوئی نہ ہوگا۔

اسٹورٹ۔ یہ سب اس بات پر منحصر ہے کہ وہ آدمی کیسا ہے اور پھر اس وقت میں بھی آکر دخل دوں گا۔ اور وکیل کو حسب سمجھا دوں گا۔ کسی خاص وجہ سے میں براہ راست اس مقدمہ کی تفتیش نہیں کر سکتا۔ اور شاید میں بن کی مدد کے بغیر بھی قاتل کو ڈھونڈ سکا ہوں مگر آپ کسی سے ذکر نہ کریں۔“

پاورنی تو تمہیں قاتل کے پکڑنے کا پورا یقین ہے؟ خدا تمہارا مددگار ہو۔“

اسٹورٹ۔ خیر اگر یقین نہیں تو شک بھی نہیں۔ تو خدا حافظ۔ یہ کہہ کر وہ باسٹ ہال کو روانہ ہو گیا۔ وہاں پہنچ کر اس نے اپنا ضروری سامان چرمی بیگ میں رکھا۔ اور کپڑے بدل کر کھانے کے کمرہ میں گیا۔ جہاں دینی فرڈ اکیلی بیٹھی ہوئی تھی۔ جو اٹھ کر ملی اور کہنے لگی۔ مجھے امید ہے کہ میں تمہیں جلد تباہ دوں گی کہ وہ سید کے بیٹن والی واسکٹ کس شخص نے



قبل اس کے کہ وہ کچھ کہے۔

پادری لانگڈن۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ تمہارا مطلب کیا ہے میں نے نہ چٹمٹی لگائی ہے۔ اور نہ کچھ اور کیا ہے (اسٹورٹ قیافہ شناس نے قیافہ سے ہی اپنی تسلی کر لی۔ اور اُن کے جواب کا کچھ خیال نہ کیا۔)

اسٹورٹ۔ اچھا تو آپ مجھے میرے چند سوالوں کا جواب دیں کہ میں جاؤں۔ آپ کے واسطے ملازم کے علاوہ اندرونی کمرہ میں جب تک پولیس آئی اڈون کون کھتا؟

لانگڈن۔ ایک میں۔ گر جا کے دو چوکیدار مسٹر باسٹ اور کیان سگت تھے۔

اسٹورٹ۔ کیا کسی اور شخص نے بھی اندر آئے کی کوشش کی تھی؟ لانگڈن۔ پہلے شور ہوئے پر لو اب ڈی گورن دوڑ کر اندرونی کمرہ کے دروازہ پر پہنچا ہی تھا کہ میں جا پہونچا۔ اور میں نے اسے اندر آنے سے باز رکھا۔ مگر وہ دروازہ پر بڑی دیر تک کھڑا ہوا کمرہ کے اندر جھانکتا رہا۔

اسٹورٹ۔ میں آپ کا مشکور ہوں اب آپ زیادہ کہنے کی کچھ تکلیف نہ کریں۔ میں آج رات ایک ہم وجہ سے لندن جا رہا ہوں۔ جہاں مجھے شاید زیادہ وقت لگ جائے۔ اس لئے آپ ذرا میری یہ بات سن لیں چونکہ آپ پر بڑا بھاری الزام لگا ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے ہر گھڑی

کئی راز کی باتیں کہنے سے باز رکھا۔

## پندرہواں باب

### (پیلی موٹر کار)

کوئی جانے تو کیا جانے وہ کیا ہے ہزاروں میں  
ستم گاروں میں عیاروں میں دلداروں میں یاروں میں  
یہ شعر بچندہ نواب کے حسب حال ہے۔ اسٹورٹ اپنا چرمی  
بیگ لئے ہوئے کھانا کھانیکے بعد پیدل چل کر گرجا میں کلاں پادری کی  
رہائش گاہ پر پہنچ گیا۔ اور پادری جوزف مینڈیل کو میدان  
میں اپنے انتظار میں ٹہلتا ہوا پایا۔ چونکہ شکرم ابھی تک نہیں آئی تھی  
یہ دونوں باہر ہی ٹہلنے لگے۔

اسٹورٹ۔ (ادب سے) آج دن بھر خراب کو تکلیف ہی رہی (اور یہہ  
کہتے ہی اپنا قیمتی سگار گیس نکال کر بڑھیا سگار پیش کیا۔)  
پادری۔ (سگار لے کر) ہاں بیشک دن تکلیف وہ تھا۔ اور ابھی آگے  
بھی تکلیف ہی نظر آتی ہے۔ میں نواب ڈمی گورن کی مہربانی کا مطلب  
نہ سمجھا کہ اس نے مجھے کس خیال سے اس شان و شوکت کی دعوت  
دی۔ میں نواب کے علم حیات و نبات۔ کتب بینی۔ علم تواریخ و منطق اور  
جانوروں کی پرورش کی طرف لگاؤ دیکھ کر از حد حیران ہوا۔

پہنی ہوئی تھی۔ مجھے تب سے اسی بات کا سودا ہے اور جس کو میں  
انشاء اللہ دریافت ہی کر کے چھوڑ دوں گی۔

اسٹورٹ۔ فرمن کرو کہ تم اس شخص کو ملیں جس نے کہ یہ ٹین  
پینے ہوئے تھے۔ مگر اب اس کا دوسرا لباس ہوئے کی وجہ تم  
اسے پہچان نہ سکیں تو؟

وینی فرڈ۔ اور یا میں اس جگہ گئی ہوں۔ جہاں وہ شخص یہ ٹین پینے  
کھڑا تھا (اور یہ کہہ کر وہ چینی کی جلتی ہوئی آگ کی طرف دیکھنے لگی  
گویا ان انگاروں سے وہ اپنا عقدہ حل کرنا چاہتی ہے پر ہاں میرے  
دماغ میں صرف ایک ذرا اسی جگہ خالی ہے۔ جو پُر ہونا مانگتی ہے۔ اور  
جس کے پُر ہونے پر انشاء اللہ میں جھٹ کا میاب ہو جاؤں گی۔

اسٹورٹ۔ اچھا تو تم اس جگہ کے پُر کرنے کی کوشش کرو تا کہ یہ  
فکر و پریشانی جو نہیں ہے جاتی رہے۔ دیگر میں آج ایک ضروری  
کام کی وجہ سے لندن جاتا ہوں۔

وینی فرڈ۔ آہ۔ اسٹورٹ میں کوشش کروں گی اور بیشک کرؤں گی  
مگر کل تک تو تم کہتے تھے کہ یہ معمولی سراغ ہے اور آج تو تم بالکل  
اس پر یقین کے بیٹھے ہو۔

اسٹورٹ۔ مجھے کامل یقین ہے۔ (وہ اس وقت کچھ اور بھی کہنے کو  
تھا کہ اتنے میں راڈی۔ مسٹر باسٹ کھانے کے کمرہ میں داخل ہوئے  
اور یہ لوگ خاموش ہو گئے جن کے اس دخل دینے نے انہیں کئی



دسھانا لگا کر بیٹھ گیا۔ دگاڑی کے پیوں کی شور کی وجہ آواز بھی نہ  
 سنائی دیتی تھی اور مزے سے اپنا پائپ پینے لگا۔ بیل "ہر سسٹ"  
 "پاننگ اسٹوک" ریلوے اسٹیشن کو سڑک اول دو میل بڑی اونچی  
 کانٹے دار جھاڑیوں میں سے ہو کر گذرتی تھی۔ جب تک وہ شاہی  
 چوڑی پختہ سڑک پر قصبہ سے دو میل دور نہ جا ملتی جو وہاں  
 کی موٹر کار چنی گلیوں سے بہتر تھی۔ جو نہی گاڑی پختہ سڑک پر پہونچی  
 (گھوڑا سوار اور تیز ہوئے اور کوچان کے راستے سے واقف ہونے  
 کی وجہ سے گاڑی اہوا سے باتیں کرنے لگی۔

وہ چوراستہ جہاں سے چھوٹی سڑک ملتی تھی۔ ایک موٹر کے بعد  
 تھا۔ جب گاڑی اس موٹر پر پہونچی تو یکایک اسٹورٹ سیدھا  
 ہو بیٹھا۔ اور سرکھڑ کی سے باہر نکال کر اس روشنی کو دیکھنے لگا جو اس  
 نے تنوڑی دور آگے پشہ کے اوپر ہوتی ہوئی دیکھی تھی۔ اور جس  
 کی جگہ نے پادری صاحب کو بھی ہوشیار کر دیا۔ اور وہ کہنے لگے کیا  
 کسی گھاس کی گتھی میں آگ لگ گئی۔

اسٹورٹ (جو اپنا آدھا دھڑ باہر نکالے دیکھ رہا تھا) ایسا تو نہیں  
 معلوم ہوتا۔ لیکن جونہی وہ اس روشنی کی جگہ سے گذرنے لگے تو  
 اسٹورٹ نے کہا اُوہو یہ تو کوئی آدمی دور پشہ پر مشعل لئے کھڑا  
 ہے۔ اور کسی کو اشارہ کر رہا ہے۔ کہ ہم آ رہے ہیں۔ خدا معلوم  
 اسیں کیا رہے۔

اسٹورٹ (تعجب ہو کر) خیر میری تو نواب سے اتنی لمبی چوڑی تفت نہیں۔ مگر ہاں میں نے سنا ہے کہ نواب تو بڑا شکار کا ہے اور شکار کا اس قدر شائق ہے کہ تیر کے بچے نکلوتا ہے۔ اور شکار گاہوں پر بڑی سختی سے احتیاط کرتا ہے۔ مجھے تو مشکل نظر آتا ہے کہ دونوں شوق ہو سکیں۔ کہاں شکار کا مذاق اور کہاں علم نبات و منطق؟

پادری۔ مگر نواب نے تو بالکل شکار یا جنگلات کا ذکر بھی نہیں کیا وہ تو تمام وقت بڑھیا کتابوں اور اعلیٰ تصویروں کا ذکر کرتا رہا شاید اس نے میرا زہد انہ لباس دیکھ کر ایسی گفتگو کرنی مناسب نہ سمجھی؟ اسٹورٹ درست ہے شاید ایسا ہی ہو۔ مگر کیا آپ نے میسری روانگی اور آپ کیساتھ جانیکا ذکر تو کسی سے نہیں کیا ہے؟ (اتنے میں شکر م بھی آگئی۔ اور بہرہ دونوں سوار ہو کر روانہ ہو گئے۔ جہاں اسٹورٹ نے اپنا سوال پھر دہرایا۔)

پادری۔ اور تو کسی سے نہیں صرف نواب ڈی۔ گورن سے کہا ہے وہ جی تب۔ جب میں اُس سے جان چھوڑنا چاہتا تھا۔ اور ہمارا حال کہکرتی بچھا چھوڑا۔ کیا اس میں کوئی احتیاط ملحوظ تھی؟ اسٹورٹ۔ نہیں گو پادری کو احتیاط نہ تھی۔ مگر اسٹورٹ کو تو ضرور تھی جو یہ سن کر کہ نواب کو اُس کی آج رات کی روانگی کی خبر ہے سوچنے لگا کہ کہیں نواب کوئی دغا نہ کرے۔ اور یہ سوچ کر وہ اپنی تمام طاقت کو جمع کر کے کسی آنے والے حادثہ کے لئے تیار ہو بیٹھا۔ اور

بچ گیا۔ لیکن وہ بڑی موٹر کار شکرم سے ٹکرائی۔ اور اسے چکنا چور کرتی ہوئی بغیر رے کے براتی ہوئی آگے جا کر نظروں سے غائب ہو گئی۔ وہ چالاک کو جوان جیسا کو دے میں جلد باز تھا ویسا ہی اب حادثہ کے واقع ہونے پر دوڑ کر آیا۔ اور کانپتے ہوئے گھوڑے کو پکڑا اور رور سے بولا حضور آپ کے چوٹ تو نہیں لگی؟

جبکہ بمشکل نکلتی آواز دہراندھیرے میں سے آئی۔ اونہ

یہاں آؤ؟

کو جوان بہت خوب جناب میں ذرا روشنی کا بندوبست کر لوں خوش قسمتی سے گاڑی کا ایک لپ سلامت مل گیا۔ جسے کو جوان چھٹ روشن کر کے لے آیا۔ تو اسے پادری صاحب سڑک کے کنارے مٹی میں لت پت لے جن کے اٹھائے پر معلوم ہوا کہ خوش نصیب ہیں کوئی سخت چوٹ نہیں لگی۔ صرف رگڑیں لگی ہوئی تھیں۔ پھر پادری صاحب لنگڑا تے ہوئے کو جوان کے ہمراہ اسٹورٹ کو ڈھونڈنے لگے۔ جس کو انہوں نے بیہوش تختوں کے ڈھیر کے نیچے پایا جب وہ دونوں آہستہ سے اٹھا کر اس کو ایک طرف لے آئے تو کو جوان نے اسٹورٹ کی نبض دیکھی۔ اور دل پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ جناب یہ تو ابھی زندہ ہے اور پی ہم چاہتے بھی تھے۔ مگر اب ہم کیا کریں۔ قصبہ بانسنگ اسٹوک سے ڈومیل اور بانسٹ ہال سے تین میل دور ہیں؟

پادری۔ میرے خیال میں کھوڑا اچھا معلوم ہوتا ہے تم اس کا ساز

پادری ہونگے ہونے یہ ممکن نہیں۔ ہم کوئی چوری کا مال تو نہیں لے  
جائے ہیں۔ کسی کسان کا نوکر ہوگا۔ جو اپنے مالک کو ظاہر کر رہا ہے  
کہ وہ جاگتا ہے سوتا نہیں۔

اسٹورٹ خاموش ہو بیٹھ گیا۔ مگر اس نے پادری کے اس جواب  
کو پسند نہ کیا۔ بلکہ یہ سمجھ گیا کہ غرور کوئی بلا آنے والی ہے۔ کہ اس نے  
دور سے برہنہ کرتی ایک موٹر کار بے ستارہ سڑک پر آتی ہوئی سنائی  
دی۔ جو اندھیرے میں نظر نہ آتی تھی۔ یکایک اسٹورٹ کے دل میں کچھ  
خیال آیا۔ اور اس نے محبت کھڑکی سے سر نکال کر کو جوان کو کہا کہ  
جلد گاڑی ایک طرف کر۔ وہ موٹر کار ابھی اس طرف مڑی ہے اور  
ہاسکنڈ میں ہیرا آ جاوے گی۔

کو جوان نے حکم پاتے ہی فوراً گاڑی کو ایک طرف کر لیا۔ مگر اس  
طرح کہ بائیں ہاتھ کے پشہ کی پتھر ملی دیوار سے یوں گاڑی ملا دی کہ ادھر  
کا دروازہ کھلتا نامکن ہو گیا۔ اور خود گاڑی سے کود بیٹھ رہا۔ پادری  
نے سڑک کی طرف کا دروازہ کھولنا چاہا تھا۔ کہ اسٹورٹ نے یہ کہہ کر روک دیا  
کہ پادری صاحب آپ کیا کرنا چاہتے ہیں۔ موٹر کار ابھی آپ کو کھلتی  
ہوئی نکل جاوے گی۔ اب یہاں ہی بیٹھ رہئے اور جو قسمت میں لکھا ہے  
اسے ہونے دیجئے۔ اسی آئنا میں سامنے سے دو نہایت تیز چلتی ہوئی  
آنکھیں اس کو گلی تا سڑک میں جس کے دونوں طرف پتھر پلے ٹیلے  
تھے کھستی ہوئی نظر آئیں۔ گھوڑا ذرا چوکا جو سمت سے بال بال

کسی باغ کا پھاٹک نظر پڑا۔ جس کے اندر جا کر انہوں نے بیہوش اسٹورٹ کو رکھ دیا۔ اور پھر کوچوان لپک کر گھوڑے پر چڑھ بانسٹک اسٹوک کی طرف دوڑتا چلا گیا۔

کوچوان کو گئے بہت عرصہ نہ گذرا تھا کہ پھر وہی موٹر کار بربراتی بڑی تیزی سے واپس آئی۔ مگر جو نہی حادثہ کی جگہ پہنچی فوراً بالکل آہستہ ہو گئی۔ جبکہ مسٹر ٹیڈیل نے انہیں کچھ باتیں کرتے سنا جنہیں وہ دوری کے باعث نہ سمجھ سکا۔ اور پھر لپک ایک موٹر کار تیز ہو کر اس بڑی سڑک پر ہوئی۔ جو بجائے بانسٹک اسٹوک کی سڑک کے (جس پر کوچوان مدد کیواسطے گھوڑا تیز بھگلتے جا رہا تھا) بالکل مختلف تھی۔

## سولہواں باب

### ایک خفیہ کارخانہ

کیا کیا خیال باندھے ناداں نے اپنے دل میں  
 پروٹ کی سمائی کب ہو چوہے کے بل میں  
 گناہ کی کشتی کنارے نہیں لگتی جب پاپ زیادہ ہو جاتا ہے تو خدا  
 کوئی نہ کوئی اسباب اس کے غارت کر نیکاپید کر دیتا ہے  
 پادری کے قتل کی واردات کو آج ایک مہتہ ہو گیا۔ جبکہ مسٹر ٹیڈیل



اتار لو۔ اور نگلی پیٹھ پر چڑھ کر جلد جاؤ۔ اور قصہ بانگ سنو کے ایک شکر م  
 اور ایک ہوشیار ڈاکٹر نے کر آؤ تاکہ اسے ہم باسٹ ہال بجا سکیں۔  
 کو جوان۔ بہت اچھا خواب مگر حضور انہیں تو اٹھا کر کھیت میں کر دیں  
 کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ کجست موٹر کار پھر واپس آ جائے۔

پاوری۔ اس دلخراش حادثہ کی جگہ سے جتنا دور ہوں اتنا ہی اچھا  
 ہے۔ (اور اسٹورٹ کو اٹھائے کو جھکا) مگر کیا یہ تم نے دیکھا کہ  
 موٹر کار کس شخص کی ہے؟

کو جوان (اسٹورٹ کو اٹھاتے ہوئے) نہیں حضور مجھے معلوم نہیں کہ  
 وہ موٹر کار کس کی تھی۔ وہ تو پہلی رنگی ہوئی تھی۔ اور پہلے رنگ کی موٹر کار  
 اس علاقہ بھر میں کسی کے پاس نہیں۔ اگر وہ بلی نہ ہوتی تو میں فوراً  
 کہہ دیتا کہ وہ نواب ڈی۔ گورن اس فرانسسی نواب کی ہے جو قلعہ لانکلو  
 میں آکر رہا ہے۔ کیونکہ موٹر کار اسی وضع کی اتنی ہی لابی۔ اور اسی  
 طرز کی بنی ہوئی تھی۔

پاوری۔ کیا تم نے دیکھا کہ اس میں کتنے آدمی تھے۔؟

کو جوان۔ حضور دو۔ اور ان دونوں نے بھی آنکھوں پر مٹی کے بچاؤ  
 کی بڑی بڑی عنکیں پہنی ہوئی تھیں۔ جس کی وجہ سے شناخت نہ  
 کر سکا کہ کون کتنے۔ مگر وہ چلائے والا تو سیدھا اس کو میری پرانی  
 شکر م کے اوپر چڑھا لایا۔ ورنہ اتنی سڑک بڑی تھی۔ وہ اگر چاہتا تو  
 بخوبی بچا کر بجا سکتا تھا (سڑک سے آگے بڑھ کر انہیں ایک طرف

آ رہی تھیں اور کہا ہاں یہ ٹھیک ہے۔ تم اب کام سمجھ چلے ہو۔ مگر  
 پھر بھی محنت کرو۔ میں ایک دو گھنٹہ کے واسطے باہر جاتا ہوں  
 مگر جیسے میں واپس آؤں تو تم اس کاغذ کو جب اس پر اچھا رنگ  
 آجائے تو دھو کر اور سوکھا کر تیار رکھنا۔ اور یہ کہتے ہی اس نے  
 پھیلے ہوئے اوزاروں کو جمع کر کے ایک تباہی پر رکھ دیا۔ اور فضل  
 کھول کر باہر بلا گیا۔ اور پھر دروازہ کو بند کر کے قفل لگا دیا۔ جو نہی  
 اس کے قدموں کی آواز مٹی۔ چار لی ووڑ کر بالا خانہ پر چڑھ گئی اور  
 دروازے سوراخ میں سے جہاں سے پتھر ہل گئے تھے اور جو نہ  
 نہ تھا باہر دیکھنے لگی۔ اور اس کو دور لوکس کا لمبا قد نظر پڑا جو بجلی  
 راستہ سے گذر کر قلعہ کی طرف جا رہا تھا۔

غریب لڑکی نے آہ بھر کر کہا: بیشک وہ چلا گیا ہے۔ میں تنہی  
 ویر اپنی قید سے آزاد ہوں۔ اور یہ کہہ کے نیچے اتر آئی اور اس  
 ڈش میں پرٹے ہوئے کاغذ کو دیکھنے لگی۔ جس کو اس نے کھوڑی  
 دیر اور خوب زور سے بلایا۔ اور جب کاغذ بالکل صاف اور حسبِ منشا  
 ٹوٹا ہو گیا۔ تو اس نے اس کو صاف پانی سے اچھی طرح دھو کر  
 سیاہی چوس میں دبا دیا۔ اور پھر بالا خانہ پر چڑھ گئی۔ جسکی پرانی  
 چھت کے سوراخ ظاہر کر رہے تھے کہ یہ رہائش کا کمرہ نہیں ہے اور  
 درحقیقت یہ بالا خانہ آج کل رہنے کے قہرمان میں آ رہا تھا جس میں  
 ایک معمولی قسم کی میز جس پر چند پیالے دیو کا بیاں رکھی ہوتی تھیں

کے اس بھاری صندوق کے سامان نے جان ہیکسٹ کے چہرے  
 بیکس بچے پر مصیبت لا ڈالی تھی۔ چارلی اسی طرح سبز مخملی مددگار  
 محافظ کے کپڑوں میں (جبکہ اس کا بچپن سے پوشیدہ راز لوکس پر  
 فاش ہو گیا تھا) تپائی کے پاس اسی پرانے غلہ والے مکان کے  
 کمرہ میں کھڑا ایک لابی چینی کی ڈسٹ پر جھکا ہوا تھا۔ ڈسٹ میں کوئی  
 عرق تھا۔ اور اس عرق میں ایک ماؤ کا غذ تیر رہا تھا۔ اور چارلی  
 کا یہ کام تھا کہ ایک شیشے (پلور) کی ڈنڈی سے اس کا غذا کو ہلاتا  
 رہتا تھا کہ وہ عرق اچھی طرح تمام کا غذا پر پورا اثر کر جائے۔

چارلی کی آنکھیں شوچی ہوئی تھیں۔ اور وہ بے دلی و بھوری  
 اپنے کام کو کئے جا رہا تھا۔ اور جیفر لوکس دور بیٹھا پتھر کی سل پر خوبصورت  
 مہین اور اردوں سے کچھ بنا رہا تھا۔ جو کبھی کبھی چارلی کو بھی دیکھ لیتا  
 کہ کام میں شست تو نہیں ہوا۔

لوکس (انگلی سے) ادھر لاؤ اگر تم نے کام میں یونہی سستی کی تو کیسے  
 کام چلے گا۔ تم جیت تک جی توڑ کر محنت سے کام نہ کرو گے  
 کچھ فائدہ نہ ہو گا۔ ۱۶

چارلی (آہستہ دل بھری آواز سے) یہ کا غذا تو بالکل ٹون  
 نظر آتا ہے۔

لوکس نے اپنے اوزار رکھ کر ڈسٹ کے کا غذا کو دیکھا جس پر کچھ  
 جیسے ہوئے اور کچھ ہاتھ سے کھدے ہوئے حرفوں کی چند سطریں نظر

کے والد کا انتشار اسے لڑکے کی طرح پرورش کرنے کا ہے۔ لڑکی کی طرح نہیں۔ اور جب وہ ذرا ہوشیار ہوئی تو اس نے اپنے والد سے وجہ پوچھی تو اس نے کہا یہ بہت مشکل ہے کہ ہم اچھے لوگوں میں اٹھ بیٹھ سکیں۔ مجھے آنا علم نہیں اگر میں کسی لائق ہوتا اور تمہیں اچھے لوگوں سے ملاتا۔ لیکن جب مجھے یہ خوب معلوم ہے کہ میرے بعد تمہاری والدہ اس قابل نہیں کہ اپنی پرورش کر سکے۔ تو تمہاری کیا دیکھ بھال کرے گی۔ تب لوگ تمہیں بدچلن والدین کی لڑکی سمجھ کر نزدیک نہ آئے دیں گے۔ اور آخر تم آوارہ عورتوں کے ہاتھ چڑھ جاؤ گی۔ جس کا نتیجہ اچھا نہ ہو گا۔ اس لئے میری پیاری بچی میں چاہتا ہوں کہ میرے بعد تم اپنی والدہ کی خبر گیری رہو۔ اور لڑکوں کی طرح رکھ رہا ہوں ہر ایک بد باتوں سے محفوظ رہو۔ جو آخر جان ہیکٹ کے کہنے کے موجب یہ راز جب تک کہ چارلی کی جوانی کی کلی نہ بھوٹی پوشیدہ رہا۔ اور جو آخر چارلی کے انکار کرنے اور کوٹ کے پھٹنے پر ظاہر ہو گیا۔ لوکس نے جو چارلی کے کان میں الفاظ کہے تھے وہ یہ تھے کہ وہ جعلی نوٹ اور اشامپ بنانے کا کارخانہ جاری کرنا چاہتا تھا۔ اور اس کی مدد چاہتا تھا۔ جس میں چارلی نے شامل ہونا بعید از عقل سمجھا تھا۔

لوکس کا اعلیٰ محافظہ شکار گاہ ہونا ایک ظاہر ابھانا تھا۔ اور اصل میں ہارٹ مینگل کے آن جھونپڑوں میں لواب نے جعلی نوٹ اور اشامپ

ایک کرسی اور ایک پرانا زنگ آلود ڈھیلہ ڈھالا پلنگ کونے میں  
 پڑا ہوا تھا۔ یہاں اس کمرہ کا سامان تھا جو بالکل قید خانہ کے مشابہ  
 تھا۔ اور آہ! جس میں سات روز سے غریب جان ہیکسٹ کی پیاری  
 لڑکی مقید تھی۔ جب تک کاغذ نہ سوکھے چارلی کو کچھ کام نہ تھا۔  
 اس لئے وہ پلنگ پر لیٹ گئی۔ اور ہوا میں خیالی قلعے باندھنے لگی اور  
 اس کو اپنا پیارا بابا یاد آگیا۔ جس کو وہ بچپن ہی سے سکے بناتا دیکھ کر  
 آخر سمجھ گئی تھی کہ شاید یہ کوئی جرم نہیں۔ اور کوئی تعجب نہ تھا کہ  
 لڑکی جو چارلی (یعنی لڑکے) کے طور پر پردہ نش کی گئی تھی اس راز  
 کو نہ سمجھ سکی۔ اور آخر سمجھتی بھی تو کیسے۔ جبکہ اس کا شرابی والد ساری  
 عمر جلی سکتے ہی بناتا رہا۔ اور اس کی والدہ نے اپنا سب وقت شراب  
 کے پینے میں گزارا۔ ایسے چال چلن کے والدین بھلا کس طرح اس  
 بیچارے پر کوئی اچھا یا اخلاقی اثر ڈال سکتے تھے۔ دوسرے اس  
 کے والد نے اس کو چارلی ہی کے نام سے عیسائی کرایا تھا۔ اور  
 اس کے والد کی اس کے لڑکی ہونے کو چھپانے کی خاص غرض  
 یہ تھی کہ یہ بھی کہیں لالچ میں آکر ہماری طرح نہ ہو جائے جیسا کہ  
 جیلساز کی لڑکی سے کچھ بعید نہ تھا۔ اس لئے وہ اس سے بڑی  
 محبت کرتا۔ لڑکوں کی طرح اس کو لباس پہناتا۔ اور لڑکوں ہی کے  
 اسکول میں اس کو بھرتی بھی کروایا تھا۔

لڑکی جب اپنا اچھا بُرا سمجھنے لگی۔ تب اس کو سمجھا دیا گیا کہ اس



دغا بازہ اور عیار دوست سے کم از کم بدلہ لینے کا کوئی تو ذریعہ ضرور نکالے گا۔

آخر چارلی اپنی اُس دھڑکن سے اُٹھی۔ اور آہستہ آہستہ نیچے اترنے لگی۔ کہ اُس دبے ہوئے کاغذ کو نکالے۔ جو غیر ملک کی گورنمنٹ کا کھوڑی رقم کا اسٹامپ کا کاغذ تھا۔ جس کے پانی کے داغ یا نمبر رجسٹرڈ یا گورنمنٹ کاغذ کو روشنی کی طرف کرنے سے کاغذ میں نظر آتی ہیں۔) مثلاً منظور تھا کہ وہ مٹ جائیں۔ تو اس کو بڑی رقم کا بنایا جاوے۔ مگر قبل اس کے کہ وہ نیچے اترے۔ وہ اس سوراخ میں سے جھانکنے لگی۔ جہاں سے اُسے سورج کی روشنی نظر آئی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی کچھ اور بھی نظر آیا۔ جس سے اس کی نبض تیز چلنے لگی۔ اور وہ زیادہ توجہ سے دیکھنے لگی۔ اُسے وہ پیارا خوبصورت چہرہ جو اس نے مہینہ بھر ہوا۔ اور اول دن دیکھا تھا نظر پڑا۔

راڈرک بارٹ اُس راستے سے جو محافظ کے جھونپڑے وغلہ کے گودام کے درمیان تھا۔ آہستہ آہستہ گذر رہا تھا۔ اور وہ ادھر ادھر جیسے کوئی کسی کو تلاش کرتا ہے۔ دیکھ رہا تھا۔

## ستر ہواں باب

(سیپ کا دوسرا ٹپن)

ایک تھا وہ دوسرا ہے یہ ٹپن انکشاف قتل ہو گا یہ ٹپن

بنائے کا خفیہ کارخانہ جاری کیا ہوا تھا۔ چارلی کو مختلف طرح کے جھوٹے وعدے دیئے گئے تھے۔ اور آخر اُس نے اپنی عزت بچانے کو انہیں مدد دینا بھجوری منظور کر لیا۔ جو اس طرح ہوا کہ اُس شام کو چوہنی چارلی نے انکار کیا تو لوکس نے اُسے اس مکان میں قید کر دیا۔ دوسرے دن وہ اُس کے واسطے کچھ کھانے کو لایا مگر مگر چارلی کے مدد دینے کے انکار پر اُسے اُس نے بھوکا ہی رکھا اسی طرح چارلی کی ضد کو پورے دو دن گزر گئے۔ جب کہ وہ بالکل کمزور ہو۔ پانگ ہی پر لٹی رہی۔ اور اکثر تنہائی میں دفور غم سے وہ رورو کر بیہوش ہو جاتی تھی۔ جب لوکس نے یہ حالت دیکھی تو ڈر گیا اور رحم کھا کر اول اُسے کچھ شور بہ پلایا۔ اور پھر چاول و دودھ دیتا رہا۔ مگر آخر کسی نہ کسی طرح ڈرا دھمکا کر اُسے مدد دینے پر راضی ہی کر لیا۔ لیکن جب وہ مدد دینے پر راضی ہو گئی اور مدد دیتی رہی تب بھی اُس کو آزاد نہیں کیا۔ اگر وہ مدد دینے سے انکار کرتی تو پھر اُسے گرم لوہے کی سلاخ سے داغنے وغیرہ کی باتوں سے دھمکا جاتا۔ جبکہ وہ پھر منطو کر لیتی۔ مگر وہ سخت مجبور اور لاچار تھی۔ اکثر اپنی تکلیف پر آنسو بہاتی۔ دنیا پسندوائے اپنے باپ کے جو قید تھا اُس کا کوئی دوست یا چاہنے والا نہ تھا۔ اب وہ بھروسہ کرے تو کس پر اور مدد مانگے تو کس سے۔ مگر تاہم بھی اُسے یہ یقین تھا کہ اگر وہ اس کو خط لکھے اور سارے حال سے اطلاع دے تو وہ ضرور اپنے اس